اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

نگرانِ اعلیٰ: مولانا مفتی محمود

۱۸

۲۹
۱۸۸

جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے امیر حضرت درخواستی اور ناظم عمومی مولانا مفتی محمود نے سیلاب کی تباہ کاریوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے متاثرہ لوگوں سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور جماعتی کارکنوں کو سیلاب زدہ لوگوں کی بھرپور امداد کرنے کی ہدایت کی ہے۔

روشنی چاہیے

امن مفقود ہے، آشتی چاہیے
تیرگی ہے یہاں، روشنی چاہیے
جس طرف دیکھیے، جس طرف جائیے
جہل ہی جہل ہے، آگہی، چاہیے
سوچتا ہوں مسلسل شب و روز کہ
"رہبروں" کے لیے رہبری چاہیے
قوم کے مضمحل نوجوانوں کو اب!
روحِ اسلاف کی، تازگی چاہیے
اپنے احباب سے التجا ہے مری
ہم زبانی نہیں، ہم دلی چاہیے!
سرزمین وطن پر ہمیں دوستو!
صرف اسلام کی برتری چاہیے
آج بھی کچھ تماشائیوں کو فقط
شعبدہ کاری، و ساحری چاہیے
زندگی کے لیے لوگ بے تاب ہیں
"اے شہ ذی حشم" زندگی چاہیے
حکمرانو! تمہیں میکدے کی قسم
کیا تمہیں اس قدر خودسری چاہیے!
کشتیٔ ملک ہے اور گرداب ہے
ناخداؤ! تمہیں دلیری چاہیے
ملک کی سالمیّت کا قصہ نہیں
"مردِ آہن" کو بس نوکری چاہیے

ہو گئے "عام" اب "روٹی، کپڑا، مکاں"
اور کیا آپ کو قادری چاہیے؟

اکرام القادری

اداریہ

اکرام القادری

سیلاب کی تباہ کاریاں

اس مرتبہ سیلاب سے متعدد اضلاع میں جس قدر تباہی و بربادی ہوئی ہے وہ گذشتہ سے پیوستہ سال کے محشر خیز سیلاب سے کسی طرح کم نہیں۔ محتاط اعداد و شمار کے مطابق اب تک صوبہ میں تباہ کن اور ہلاکت آفریں سیلاب سے اٹھارہ تحصیلوں کے پندرہ سو گاؤں متاثر ہوئے ہیں ایک لاکھ سے زائد افراد بے خانماں ہو گئے اور دس لاکھ ایکڑ رقبہ زیر آب آگیا۔ جہاں جہاں سیلاب نے شب خون مارا ہے قیامت صغریٰ برپا کر دی ہے۔

سیلاب زدہ افراد کے گھروں کو پانی کی خون خوار اور بے رحم لہروں نے پیوند زمین کر دیا ہے یہ آفت رسیدہ افراد پانی کے تھپیڑوں سے بچ بچا کر کرب و اضطراب اور بے چارگی و بے نوائی کے اتھاہ سمندر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنا حال کریہہ المنظر اور مستقبل تاریک نظر آ رہا ہے۔

حکومتی سطح پر ان مصیبت زدوں کے لیے جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ ڈھکا چھپا نہیں۔ "عوامی حکمران" کوئی موثر کارروائی کرنے کے بجائے بیان بازی اور ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ سیلاب زدہ علاقوں کا معائنہ کرنے تک محدود ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہر بالائی "عوامی آفیسر" اپنے ماتحت عوامی آفیسر یا عملہ کو ہدایات جاری کرنے کی "سعی مشکور" فرما رہے ہیں اور بس۔

پنجاب کے مقتدر وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ "عوام اور اخبارات مجھے حقائق سے باخبر رکھیں" ہمارے نزدیک ان کا یہ فرمانا کہ "عوام اور اخبارات مجھے حقائق سے باخبر رکھیں" ان تمام بلند بانگ دعووں کی نفی کر دیتا ہے جو آں محترم نے وزارت علیا کے ذمہ دارانہ منصب پر فائز ہونے کے بعد کیے تھے اور جن کی صدائے دلبرانہ اب بھی محرم گوش ہوتی رہتی ہے۔ محترم وزیر اعلیٰ کے دعووں سے ایسا محسوس ہوتا ہے رہا جیسے وہ دور فاروق اعظمؓ پھر سے لانے کا تہیہ کر کے لیلائے وزارت سے ہم آغوش ہوئے ہیں۔

مگر افسوس کہ سیلاب کی آزمائش کے پہلے مرحلے میں ہی انہوں نے اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہونے کی بجائے اخبارات اور عوام کو تلقین کی ہے کہ وہ انہیں حقائق سے باخبر رکھیں جب کہ محترم وزیر اعلیٰ کے منصب کا تقاضا ہے کہ وہ از خود عوام تک پہونچنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ سیلاب زدہ علاقوں کا بھرپور دورہ کریں۔ مصیبت زدہ افراد کی درد بھری داستان سنیں اور اس کا ازالہ کریں۔

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ محض سرکاری اہلکاروں اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں پر ایسے موقعوں پر اعتماد کرنا عوام اور اپنے آپ کو فریب دینا ہے۔ پیپلز پارٹی کے مفاد پرست کارکنوں اور نا اہل عوامی افسروں کا اس سے پہلے دو مرتبہ سیلاب و زلزلہ کے موقع پر تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اگر اب بھی انہی روایات کو دہرایا گیا تو نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات برآمد ہو گا۔

اگر وزیر اعلیٰ محترم واقعی سیلاب زدگان کے لیے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے

بقیہ ۲۳

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۲۵
جمعۃ المبارک ۲۵ جولائی ۱۹۷۵ء ۱۴ رجب المرجب

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★ ★

بدل اشتراک
سالانہ ——— ۳۸ روپے
ششماہی ——— ۱۹ روپے
سہ ماہی ——— ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ :
۷۵ پیسے

پریمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

جمعیة علما اسلام

مملکت پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فرقِ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاءِ کلمۃ الحق عند سلطان جائر کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیة سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک، جانباز، مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیت کے تحفظ کے لیے جمعیة علماء اسلام کی خدمات مسلمہ ہیں، تحریک بحالی جمہوریت اور تحریک مقدس ختم نبوت اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیة اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرت الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے، خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیة کی مخلصانہ سرگرمیوں کو مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط تر بنانے کے لیے جمعیة کے بیت المال کو مستحکم بنانا از حد ضروری ہے

التماس

اصحابِ ثروت اور اہلِ خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز اس موقع پر بیت المال کیلیے

زکوٰة

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کرکے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں، اراکین جمعیة خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں

- مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیة علماء اسلام پاکستان۔
- مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیة علماء اسلام پاکستان
- مولانا عبیداللہ انور امیر جمعیة علماء اسلام پنجاب
- مولانا سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیة علماء اسلام سندھ
- مولانا سید محمد ایوب جان امیر جمعیة علماء اسلام سرحد
- مولانا محمد خان شیرانی امیر جمعیة علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰة کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیة علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔

شاہد حسین

موزمبیق کی آزادی کے بعد نسل پرست حکومتوں کے خاتمے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں

اس سال نمیبیا بھی آزاد ہو جائے گا

چار صدیوں کی غلامی کے بعد ۲۵ جون ۱۹۷۵ء کو افریقہ کا ایک اور ملک آزاد ہو گیا۔ سات لاکھ تراسی ہزار مربع میل پر محیط یہ چھوٹا سا ملک جس کی آبادی اٹھاسی لاکھ ہے موزمبیق کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ موزمبیق کی آزادی غالباً ماہِ جون کی سب سے اہم خبر ہے۔

اعلان آزادی کے وقت موزمبیق کو سوشلسٹ جمہوریہ قرار دے دیا گیا ہے۔ آزادی سے تین روز قبل محاذ آزادیٔ موزمبیق نے ملک کا آئین منظور کر لیا تھا۔ ملک کے صدر محاذ آزادی (فریلیمو) کے سربراہ ہیں۔ جنہوں نے نو آبادیاتی تسلط کے خلاف ایک طویل جد وجہد کی قیادت کی ہے۔ اور بالآخر اسے کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ فریلیمو کے سربراہ سارا مومیشل نے ایک وارڈ بوئے کی حیثیت سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ محاذ آزادی میں شرکت کے بعد انہوں نے بہت جلد اعلیٰ مقام بنا لیا۔ اور جرأت اور جنگی صلاحیتوں کی بنا پر، جس نے پرتگالی فوجیوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے، سارا موشیل کو محاذِ آزادی کی فوج کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ پرتگالی فوج کے خلاف موزمبیق کے حریت پسندوں کی پہلی کارروائی کی قیادت سارا موشیل نے کی تھی۔

حصول آزادی کے صدر موشیل نے بڑے واضح انداز میں ملک کی پالیسی کی نشاندہی کی ہے۔ بی۔ بی۔ سی کی اطلاع کے مطابق یوم آزادی کے موقع پر ایک اجتماع سے کرتے ہوئے انہوں نے کہا ان کی حکومت دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت کا اصول اپنائے گی اور دنیا میں امن کے کاز کے لیے کام کرے گی۔

موزمبیق کی آزادی کی خوشی میں پاکستان کے عوام بھی برابر کے شریک ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عین اس وقت جب کہ موزمبیق آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوا۔ پاکستان نے اسے تسلیم کر لیا۔ پاکستان کے وزیرِ اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اس موقع پر موزمبیق کے رہنماؤں کو یاد دلایا کہ نو آبادیاتی نظام اور غیر ملکی غلبے کے خلاف پاکستان نے موزمبیق کے حریت پسندوں کی ہمیشہ تائید کی ہے اور اس وجہ سے جشن آزادی کی خوشیوں میں ہم ان کے ساتھ شریک ہیں۔

موزمبیق کی آزادی (پس منظر)

موزمبیق کی آزادی کے بہت سے محرکات ہیں۔ اس آزادی میں اگر ایک طرف موزمبیق کے حریت پسندوں کی طویل اور کٹھن جد وجہد کا دخل ہے تو دوسری جانب پرتگال میں فسطائیت کے خاتمے سے بھی اس کا گہرا تعلق ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ چار سو سال سے پرتگالی نو آبادکار موزمبیق، گنی لبساؤ اور انگولا کے عوام کی قسمت کا فیصلہ کرتے رہے ہیں۔ گزشتہ سال جب پرتگال میں ۴۸ سالہ فسطائیت کا خاتمہ ہوا اور ایک ترقی پسند قومی جمہوری حکومت برسر اقتدار آئی تو جہاں دیگر اہم اقدامات کئے گئے وہیں پرتگالی نو آبادیوں کے متعلق بھی فیصلے کئے گئے۔ پرتگال کی جمہوری حکومت نے واضح انداز میں سابقہ فسطائی حکومت کی پالیسیوں سے لاتعلقی کا اعلان کیا، اور اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا کہ نو آبادیاں آزاد کر دی جائیں کیونکہ یہ ان کا حق ہے جسے فسطائی حاکموں نے غصب کیا ہوا تھا۔ چنانچہ جولائی ۱۹۷۴ء میں جب کہ پرتگال میں نئی حکومت کو قائم ہوئے فقط دو مہینے ہوئے تھے، تمام پرتگال نو آبادیوں کو آزادی اور خود مختاری کے حق کو آئینی طور پر منظور کر لیا گیا۔ نئی حکومت نے برسرِ اقتدار آتے ہی گنی لبساؤ کی حکومت کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا جس کے بعد محاذ آزادی موزمبیق (فریلیمو) اور پرتگال کی حکومت کے درمیان ایک معاہدے پر دستخط ہوئے جس کی رو سے موزمبیق کو ۲۵ جون ۱۹۷۵ء کو آزاد ہو جانا چاہیے تھا۔ آج موزمبیق کے عوام آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں۔ موزمبیق کے عوام کی جد وجہد بہت پیچیدہ اور دشوار گزار ثابت ہوئی ہے۔ اسے نہ صرف نو آبادکاروں کی دہشت گردی اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا اندرونِ ملک رجعت پسند قوتوں نے بھی شدید مزاحمت کی۔ اور محاذ آزادی کو نقصان پہنچانے کی ہر امکانی کوشش کی۔ چنانچہ حصول آزادی سے چند مہینے قبل ستمبر ۱۹۷۴ء میں لارنکو مارکوئیس میں ان قوتوں نے سازش کی جسے موزمبیق کے محاذ آزادی نے پرتگال کی مدد سے ناکام بنا دیا۔ اسی قسم کی سازشیں انگولا میں بھی کی گئیں۔ سازشی عناصر کی خواہش تھی کہ رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ کی طرز پر موزمبیق اور انگولا میں اقلیتی حکومتیں قائم کر دی جائیں۔ ان

عناصر کو رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ کی بھرپور تائید حاصل تھی۔ چنانچہ اپنی سازش میں ناکام ہونے کے بعد انہوں نے ان حکومتوں سے مدد کی اپیل کی اور اپنے روابط کو عیاں کر دیا۔

یہاں یہ بتانا بے محل نہ ہوگا کہ رہوڈیشیا اور جنوبی افریقہ کی موجودہ حکومتوں کے چل چلاؤ کا وقت بھی قریب آگیا ہے۔ ان ملکوں کے عوام اپنے حقوق کے لیے شاندار جدوجہد کر رہے ہیں۔ حال ہی میں رہوڈیشیا میں زبردست ہڑتالیں اور مظاہرے ہوئے ہیں جنہوں نے اقلیتی حکومت کے حوصلے پست کر دیئے ہیں۔ عالمی سطح پر بھی یہ حکومتیں بڑی حد تک کٹ چکی ہیں۔ اور ماسوائے سامراجی طاقتوں کے ان کا کوئی حلیف نہیں رہا ہے۔

اسی طرح نمیبیا کے عوام بھی جو رہوڈیشیا کے تسلط کا شکار ہیں، زبردست تشدد کے باوجود اپنی جدوجہد تیز کر رہے ہیں۔ نمیبیا کے عوام کی قیادت جنوبی افریکہ کی پیپلز آرگنائزیشن کر رہی ہے۔ اس تنظیم نے نمیبیا کے صدر مقام ونڈہوک میں اپنا پروگرام شائع کیا ہے جس میں عوام سے متحد ہونے کی اپیل کی ہے۔ اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ ۱۹۷۵ء میں نمیبیا بھی آزاد ہو جائے گا۔ سارے جنوبی افریقہ میں محب وطن قوتیں ایک پلیٹ فارم پر مجتمع ہو گئی ہیں جس کا نام افریقی قومی کونسل رکھا گیا ہے۔ اسی طرح دیگر علاقوں میں بچی کھچی نوآبادیوں کے خاتمے کا وقت قریب آگیا ہے۔

موزمبیق کی آزادی اور اقوام متحدہ

نوآبادیاتی تسلط کے خاتمے کے لیے اقوام متحدہ نے بھی نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔ اقوام متحدہ کے چارٹر میں ہر قوم کے آزادی اور خود مختاری کے بنیادی حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ شق سوویت یونین اور دیگر سوشلسٹ ملکوں کی پہلکاری پر شامل کی گئی تھی۔

۱۹۶۰ء میں سوویت یونین کی پہلکاری پر اقوام متحدہ نے نوآبادیوں کی آزادی کا تاریخی اعلان نامہ تیار کیا جس کی افریشیائی ملکوں نے زبردست حمایت کی اور بنانے میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ نسل پرست نوآبادیاتی حکومتوں کے خاتمے کے لیے یہ اعلان نامہ اقوام متحدہ کا بنیادی فیصلہ ہے۔ اس سے قومی آزادی کی تحریکوں کو زبردست اخلاقی مدد ملی۔

دراصل جوں جوں دن گزر رہے ہیں اقوام متحدہ میں افریقہ، ایشیا اور لاطینی امریکہ کے نوآزاد ملکوں اور سوشلسٹ کیمپ سے وابستہ ملکوں کا اثر و نفوذ بڑھتا جا رہا ہے۔ نوآزاد اور سوشلسٹ ممالک شانہ بشانہ جدوجہد کر رہے ہیں۔ اقوام متحدہ میں اس بڑھتے ہوئے اثر و نفوذ کی بنا پر بہت سے اہم فیصلے کرنا ممکن ہو سکا ہے۔

نوآبادیات اور نسل پرستی کے قلع قمع کے لیے اقوام متحدہ نے اپنے لیے جو بنیادی فرائض متعین کئے ہیں ان میں ۱۹۷۰ء کا "عملی پروگرام" خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس پروگرام میں نوآبادیاتی ملکوں کی کامل آزادی پر عملدرآمد کرانا مشکل ہے۔

اس پروگرام میں کہا گیا ہے کہ نوآبادیات کو مزید باقی رکھنا ایک سنگین جرم ہے جس سے اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس میں نوآبادیات میں جکڑے ہوئے عوام کو حصول آزادی کے لیے ہر طریقۂ کار استعمال کرنے کی مکمل اجازت دی گئی ہے اور ان کی قومی آزادی کی تحریک کی تائید کی گئی ہے۔

اقوام متحدہ نے نہ صرف نوآبادیاتی حکومتوں کی مذمت کی ہے بلکہ ان کے بائیکاٹ کی مہم بھی منظم کی ہے۔ اقوام متحدہ نے نسل پرست حکومتوں کو اسلحہ سپلائی کرنے کی مخالفت کی ہے اور اس کے خلاف عالمی رائے عامہ کو متحرک کیا ہے۔

خیال رہے کہ ان نسل پرست حکومتوں کو سامراجی طاقتوں اور کثیر القومی کارپوریشنوں کی پشت پناہی حاصل ہے جو آج بھی لوگوں کو غلام رکھنے پر مصر ہیں۔ اس کا اندازہ محض اس بات سے ہوتا ہے کہ جب جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومت کو اقوام متحدہ کی رکنیت سے خارج کرنے کی قرارداد پیش کی گئی تو برطانیہ، فرانس اور امریکہ نے اس قرارداد کو ویٹو کر دیا۔

موزمبیق کی آزادی اور بائیں بازو کے انتہا پسند

موزمبیق کی آزادی کی جدوجہد میں اگر ایک طرف نوآبادیاتی حکمران اور سامراجی طاقتیں حکمراں بنی رہی ہیں تو دوسری جانب بعض بائیں بازو کے انتہا پسند بھی بالواسطہ طور پر اسے نقصان پہنچاتے رہے ہیں۔ انتہا پسندوں کی کوشش یہ رہی ہے کہ جہد آزادی میں مصروف عوام کا رخ سامراجیوں کے بجائے سوشلسٹ کیمپ کے خلاف پھیر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے "سپر پاورز" کے خلاف جدوجہد کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔ جو بظاہر سوویت یونین اور امریکہ کے خلاف ہے لیکن اس کا اصل ہدف سوویت یونین اور سوشلسٹ کیمپ ہے۔ جسے امریکہ کے ساتھ کھڑا کر کے، قومی آزادی کی تحریک کو اس کے قریبی اور فطری اتحادی یعنی سوشلسٹ ملکوں کی برادری سے جدا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔

بائیں بازو کی انتہا پسند قوتیں اپنی سرگرمیوں میں آج بھی مصروف ہیں۔ لیکن موزمبیق کی نئی حکومت نے، جس نے طویل جدوجہد سے نتائج اخذ کیے ہیں، ان سرگرمیوں کو لائق اعتنا نہیں سمجھا ہے چنانچہ برسر اقتدار آنے کے بعد انہوں نے سوشلزم کے اصولوں کے تحت موزمبیق کے سماج کی تعمیر نو کی بات کی اور سوشلسٹ کیمپ سے گہری یک جہتی کا اظہار کیا، جس کی مدد سے موزمبیق آزادی سے ہمکنار ہوا۔

موزمبیق کے عوام کو جنوبی افریقہ اور رہوڈیشیا کے عوام کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں نہایت اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اور اس جدوجہد میں تیسری دنیا کے عوام بھی پوری طرح شریک ہیں۔

ترتیب: عمیر الہاشمی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام مبارک آپ کا عبد اللہ ہے۔ لقب صدیق درعتیق۔ یہ دونوں لقب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائے تھے، کنیت ابوبکر، نصب آپ کا آٹھویں پشت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آٹھویں پشت میں ایک نام مرہ ہے، ان کے دو فرزند تھے کلاب اور تیم، کلاب کی اولاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تیم کی اولاد میں حضرت صدیق۔

ولادت آپ کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے دو برس کئی مہینے بعد میں ہوئی۔ وہی دو برس کئی مہینے بعد وفات پائی۔ عمر بھی ترسیٹھ برس کی ہوئی۔

رنگ آپ کا سفید تھا، جسم لاغر تھا، رخساروں پر گوشت کم تھا، پیشانی ابھری ہوئی تھی، بال سفید ہوگئے تھے مہندی اور تیل کا خضاب کرتے تھے۔ بڑے نرم دل اور نہایت بردبار تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں سب سے سابق وفائق تھے۔ حیات میں آپ کے وزیر رہے اور آپؐ کے بعد آپؐ کے جانشین ہوئے۔

خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک خطاب آپ کے سوا کسی کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ خلفائے مابعد امیر المومنین کہہ کر پکارے گئے۔

دو برس تین مہینے نو دن تخت خلافت پر متمکن رہ کر ۲۱ر جمادی الاخر ۱۳ھ کو مابین مغرب وعشاء اس دار فانی سے رحلت کی اور اپنے حبیب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اسی روضۂ مقدس میں قیامت تک کے لیے جائے استراحت پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

آپ کی اولاد میں تین لڑکے تھے۔ حضرت عبداللہ جو غزوہ طائف میں بہ معیت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوتے اور اسی زخم سے اپنے والد کی شروع خلافت میں وفات پائی حضرت عبدالرحمن، محمد اور تین ہی لڑکیاں بھی تھیں حضرت اسماء والدہ عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ، ام کلثوم جو حضرت صدیق اکبرؓ کی وفات کے وقت شکم مادر میں تھیں۔

حالات قبل از اسلام

اشراف قریش میں سے تھے۔ بڑی عزت اور وجاہت وثروت رکھتے تھے۔ تمام اہل مکہ ان کو اس قدر مانتے تھے کہ دیت اور تاوان کے مقدمات کا فیصلہ ان ہی کے متعلق تھا۔ جب کسی کی ضمانت کر لیتے تھے تو قابل اعتبار سمجھی جاتی تھی سب لوگ ان سے محبت کرتے تھے اور لوگوں کے بہت کام ان سے نکلتے تھے۔

اہل عرب کے نسب کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ فن شعر میں اچھی مہارت تھی۔ نہایت فصیح وبلیغ تھے، مگر اسلام کے بعد شعر کنا چھوڑ دیا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہیں پی۔ اور کبھی بت پرستی نہیں کی (ازالۃ الخفاء وصواعق)

بچپن سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فدائیانہ محبت رکھتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صغر سنی میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام جانے لگے تو حضرت صدیق نے حضرت بلالؓ کو کرایہ میں لے کر آپ کی خدمت کے لیے ساتھ بھیجا اور ایک خاص قسم کی روٹی اور زیتون ناشتے کے لیے آپ کے ہمراہ کیا۔

حضرت خدیجہ کا نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو ہوا اس میں ان کی کوشش بھی شریک تھی۔

حالات بعد اسلام قبل ہجرت

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوتے ہی سب سے پہلے اسلام لائے اور کوئی معجزہ بھی آپ سے طلب نہیں کیا۔ حق تعالیٰ نے فطرۃ سلیمہ عطا فرمائی تھی۔ پھر پے در پے مبہمات غیبیہ نے آپ کو بعثت کا منتظر بنا دیا تھا۔ سچ ہے کہ

در دل ہر بند کز حق مزہ است
روی و آواز پیمبر معجزہ است

آپ کے مسلمان ہو جانے سے خود بخود لوگوں کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے پھر تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ قبل ہجرت کا پرخطر وقت جب کہ خود اپنے اسلام کا اظہار مشکل تھا۔ کلمہ اسلام کو زبان پر لانا اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالنا تھا۔ ایسے نازک وقت میں دوسروں کو مسلمان بنانے کی کوشش

کرنا ان ہی کا کام تھا۔

ایک جماعت اشراف قریش کی حضرت صدیق ہی کے وعظ و تبلیغ سے مشرف ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہم ان ہی کی ہدایت سے مسلمان ہوئے۔ یوں تو اور بھی بہت سے اکابر کو ان سے ہدایت ہوئی مگر یہ پانچ وہ ہیں جن کے مسلمان ہو جانے سے کفر کی تیز چھری ذرا کند ہو گئی، کیونکہ یہ حضرات مکہ کے چار ذی اثر قبائل میں سے تھے اور ہر قبیلہ اپنے قبیلے میں باوجاہت تھا۔ حضرت عثمانؓ بنی امیہ میں، حضرت زبیر بنی اسد میں، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بنی زہرہ میں۔

۳ جب حضرت صدیق اسلام لائے تو علاوہ مال تجارت کے چالیس ہزار روپے نقد ان کے پاس تھے۔ وہ سب انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور اسلام کی اشاعت میں صرف کر دیے۔ ازاں جملہ سات غلاموں کو جو مسلمان ہو جانے کے سبب سے طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے مول لے کر آزاد کیا کہ جن میں حضرت بلال کا قصہ عام طور پر مشہور ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ مال راہِ خدا میں دینے کا حکم دیا۔ اس وقت میرے پاس مال بہت تھا۔ دل میں خیال آیا کہ آج میں حضرت صدیقؓ سے بڑھ جاؤں گا۔ چنانچہ میں نے آدھا مال حاضر کر دیا، جو ایک معقول مقدار میں تھا۔ اس کے بعد حضرت صدیق بھی [illegible] لائے۔ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اہل وعیال کے لیے کس قدر چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آدھا۔ مگر حضرت صدیقؓ سے جو دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ اہل وعیال کے لیے میں نے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ یعنی کل مال لے آیا ہوں، گھر میں کچھ مال نہیں چھوڑا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت صدیق سے میں کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔

۴۔ جب ابتدائے نبوت میں تبلیغ کا حکم آیا اور یہ آیت اتری خاصدع بما تومر یعنی اے نبی احکام خداوندی کے لیے تکلیف برداشت کیجیے تو حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ابتدا نہ کریں۔ قریش کے جہلاء و اشرار توحید کا بیان اور شرک کا بطلان سن کر، جس سے اب تک ان کے کان ناآشنا ہیں، خدا جانے کس قدر مشتعل ہوں اور کیا کر گذریں؟ لہذا ابتدا مجھے کرنے دیجیے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس وقت حضرت صدیقؓ نے ایک عجیب خطبہ پڑھا جس میں حق تعالیٰ جلّ شانہٗ کی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور شرک اور بت پرستی کی مذمت بیان کی۔ یہ تقریر کچھ ایسی عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی تھی کہ اس کا کچھ اندازہ اس خطبہ کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا۔ اس کے بعد کافروں نے جو ایذائیں حضرت صدیقؓ کو دیں اور جس ذوق کے ساتھ ان ایذاؤں کو انہوں نے برداشت کیا وہ بجائے خود ایک دفترِ عشق ہیں۔

۵۔ اسلام لانے کے بعد اپنے گھر کے سامنے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مسجد بنائی اور یہ پہلی مسجد ہے جو اسلام میں بنائی گئی۔ اس مسجد میں روزانہ صبح کو بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ قرآن مجید اور پھر صدیقؓ کی زبان سے سننے والوں کا ہجوم ہو جاتا تھا اور ناممکن تھا کہ کسی نہ کسی پر اثر نہ ہو۔ روز کا یہ مشغلہ دیکھ کر کافروں نے مزاحمت کی۔ آخر کار حضرت صدیق باجازت نبوی بجانب حبش ہجرت کی نیت سے روانہ ہو گئے راستہ میں ابن الدغنہ کافر تاجر قریش ملا اور وہ باصرار واپس لایا اور رؤسائے قریش سے کہا کہ اگر تم ایسے شخص کو نکالے دیتے ہو جو بے دیکھی ہوئی چیز یعنی ثوابِ آخرت کو کماتا اور صلہ رحمی کرتا ہے اور لوگوں کی غم خواری کرتا ہے۔ اور مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے۔ اچھا! اب میں ان کو امان دے کر واپس لایا ہوں اور اب ان سے مزاحمت نہ کرنا۔ سب کافروں نے ابن الدغنہ کی امان کو منظور کر لیا۔ مگر حضرت صدیقؓ فوراً بول اٹھے کہ میں ایک کافر کی امان میں نہیں رہنا چاہتا۔ میرے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ کی امان کافی ہے۔ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے۔ اور سارا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! اب تم کہیں نہ جاؤ، ہم کو بھی ہجرت کی اجازت ملنے والی ہے ہمارے ساتھ چلنا، چنانچہ حضرت صدیق نے پھر مکہ میں قیام کیا اور پھر بدستور قرآن کی تلاوت اور اسلام کی تبلیغ کے دلربا کام میں مشغول رہے۔

۶۔ کئی بار مکہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے نرغے سے بچایا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کفار قریش صحن کعبہ میں بیٹھے ہوئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر رہے تھے، کہ وہ ہمارے معبودوں کی مذمت کیا کرتے ہیں۔ اتنے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہاں آ گئے سب نے آپ کو گھیر لیا اور چادر آپ کے گلے میں لپیٹ کر کھینچنا شروع کی، کسی نے جا کے حضرت صدیقؓ کو خبر کر دی کہ ادرک صاحبک وہ بے تاب ہو کر پہونچے اور کہنے لگے تمہاری خرابی ہو:

اتقتلون رجلاً ان یقول
ربی اللہ و قد جاءکم
بالبینات۔

"یعنی کیا تم ایسے شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس معجزات لے کر آیا ہے؟"

یہ سن کر کافروں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت صدیقؓ پر جھک پڑے اس وقت حضرت صدیقؓ پر جو کچھ گذرا، مبارک ہو کہ ان ہی کا حصہ تھا بیہوش ہو گئے اور کئی دن تک

بے ہوش رہے۔ درمیان میں تھوڑی دیر کے لیے ہوش آتا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خیریت دریافت کرتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔ جب کئی دن کے بعد پوری طرح ہوش آیا تو پہلا سوال یہ تھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ چنانچہ لوگ پکڑ کر لے گئے۔ جب رسولِ خدا، صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے ہیں تو اس وقت کی حالت بیان میں نہیں آسکتی۔

اس قسم کے واقعات جاں نثاری و جاں بازی کے قبلِ ہجرت کئی بار پیش آئے۔

۷۔ کفار قریش نے نبوت کے ساتویں سال یہ تجویز متفقہ طور پر طے کی کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے ساتھ سارے خاندان بنی ہاشم کو محصور کر کے کھانا پینا بند کر کے فاقوں سے ہلاک کر دیں۔ چنانچہ ایک معاہدہ مرتب ہوا کہ کوئی شخص نہ خاندان بنی ہاشم سے قرابت کرے گا، نہ ان کے ہاتھ کوئی خرید و فروخت کرے گا، نہ ان کے پاس کھانے پینے کا سامان پہونچنے دیگا جب تک کہ وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہ کر دیں"۔

اس معاہدہ پر سب نے تصدیقی علامات بنائیں اور اس کو کعبہ میں آویزاں کیا۔ تاکہ کوئی شخص خلاف ورزی کی جرارت نہ کرے۔ مجبور ہوکر آپ مع اپنے چچا ابوطالب اور سارے خاندان کے مکہ سے باہر ایک پہاڑ کے درّہ میں جس کو شعب ابی طالب کہتے ہیں چلے گئے۔ یہ مصیبت تین سال تک رہی۔ ان تین سال میں جو سختیاں گزریں، کسی ظالم کے ظلم میں اس کی نظیر نہ ملے گی۔ جنگلی درختوں کی پتیاں کھا کر زندگی کے دن پورے کیے گئے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایسی حالت میں زندہ رہنا خدا کی قدرت کا نمونہ تھا۔

حضرت صدیقؓ از خود اس مصیبت میں شریک ہوگئے۔ آپ کے ساتھ وہ بھی شعبِ ابی طالب چلے گئے۔ اور وہیں رہے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے اس مصیبت سے نجات دی، تب انہوں نے بھی نجات پائی۔

۸۔ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہیں تبلیغ کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت صدیق ضرور آپ کے ساتھ ہوتے اور ہر آفت و مصیبت میں سینہ سپر رہتے۔ چنانچہ جب موسمِ حج میں قبائل عرب کے پاس تشریف لے گئے تو ان تمام مواقع میں حضرت صدیق اکبرؓ ساتھ تھے۔

۹۔ مکہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ صبح و شام دونوں وقت حضرت صدیقؓ کے گھر تشریف لے جاتے اور مشورہ طلب امور میں ان سے رائے طلب کرتے۔

۱۰۔ جب ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت مغموم دیکھا تو اپنی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کو جو اس وقت بہت کم سن یعنی چھ برس کی تھیں بڑے ادب و اخلاص کے ساتھ آپؐ کے نکاح میں دیا اور مہر کی رقم بھی اپنے پاس سے ادا کی۔

۱۱۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو سب سے پہلے ان ہی نے تصدیق کی۔ کفار مکہ نے ان سے کہا۔ کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس بات کو بھی سچ مانو گے کہ وہ بیت المقدس گئے۔ وہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے، اور وہاں کے عجائب و غرائب کی سیر کی اور پھر لوٹ آئے اور اتنا بڑا سفر رات کے ایک قلیل حصے میں طے ہوگیا؟ تو صدیق نے کیا خوب جواب دیا۔ فرمایا ہم تو اس سے زیادہ بعید از عقل بات ان کی مان چکے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل آسمانوں کے اوپر سے ابھی آئے اور ابھی گئے۔ مطلب یہ کہ جب جبرائیل کی آمد و رفت چشم زدن میں ہم مان چکے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی لطافت و نورانیت تو جبرائیل سے بھی فائق ہے لہذا آپ کی آمد و رفت میں ہم کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ اسی تصدیق معراج کے صلے میں صدیقؓ کا لقب آپ کو ملا۔

۱۲۔ جب کامل تیرہ برس تک مکہ کے کافروں کی طرف سے ہر قسم کے ظلم و ستم اٹھا کر سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحابؓ امتحان خداوندی میں کامل ہو چکے اور علم الٰہی میں ان ظالموں کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا تو وحی الٰہی میں آپ کو حکم ملا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے جائیں۔ اس سفر ہجرت میں خدا اور خدا کے رسولؐ نے تمام جماعت صحابہ میں صرف حضرت صدیق کو منتخب کیا۔ وہی اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ اس سفر میں قدم قدم پر جیسی جانی و مالی خدمتیں حضرت صدیقؓ نے کیں، عشق و محبت کی داستانوں میں کوئی واقعہ اس سے مافوق نہیں مل سکتا۔ غار یار کی مثل دنیا میں اسی وقت سے رائج ہوئی جب سے حضرت صدیق نے غار میں اپنے حبیب اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یاری کی۔ اب جو کوئی کسی کا بڑا مخلص دوست ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص ہمارا یار غار ہے۔

اس سفر ہجرت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اسلم نے حضرت صدیق کو اپنی رفاقت کے لیے منتخب اور مخصوص کر کے یہ بات سب پر ظاہر کر دی کہ ان کے اخلاص و محبت پر آپؐ کو کامل ترین اعتماد تھا اور یہ کہ وہ سب سے زیادہ عقل مند اور مدبر اور تجربہ کار اور سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے، کیونکہ اس خطرناک سفر کے رفیق میں ان سب اوصاف کا ہونا ضروری تھا۔

ذرا اس سفر ہجرت پر ایک اجمالی نظر ڈالو تو وہ کفار مکہ کا آنحضرتؐ کے قتل کے لیے جمع ہونا اور آپ کے مکان کا محاصرہ کرنا، وہ آپ کا اس محاصرہ سے نکل کر حضرت صدیق کے گھر جانا اور ان کو سفر ہجرت اور اس سفر کی رفاقت کی خوش خبری سنانا وہ حضرت صدیقؓ کا فوراً تیار ہو جانا اور ان کی صاحبزادیوں کا عجلت کے ساتھ ناشتہ تیار کرنا۔ وہ حضرت صدیقؓ کا اپنی ان دونوں اونٹنیوں کو جو چار مہینے [illegible] سفر ہجرت کے لیے [illegible]

معتمد راز دار کے سپرد کرنا کہ تین روز کے بعد فلاں مقام پر لے آنا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کا پیادہ چلنے کے سبب سے زخمی ہو جانا اور حضرت صدیق کا آپ کو اپنے شانے پر سوار کر کے غار ثور تک لے جانا، وہ حضرت صدیق کا عرض کرنا حضرت آپ ذرا باہر بیٹھ جائیے میں اندر جا کر صفائی کر دوں، وہ حضرت صدیقؓ کا اس غار میں سوراخوں کو دیکھ کر اپنی چادر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سوراخوں کو بند کرنا اور ایک سوراخ پھر بھی باقی رہ گیا اس میں اپنا پاؤں لگا دینا اور اس پاؤں میں سانپ کا کاٹنا پھر لعاب دہن مبارک سے شفا پانا، وہ حضرت صدیقؓ کے نوجوان صاحبزادے عبد اللہ کا تین روز برابر شب کو اس غار میں آپ کے ساتھ سونا اور اندھیرے منہ غار سے نکل کر مکہ چلا جانا اور دن بھر کی خبریں شام کو پہونچانا، وہ حضرت صدیق کے غلام عامر بن فہیرہ کا یا ان کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کا تین دن برابر بوقت شام اس غار میں کھانا پہونچانا، وہ کفار مکہ کا اعلان دینا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یا ابوبکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے اور اس انعام کے لالچ میں کفار مکہ مکرمہ کا بڑے ماہر قدم شناسوں کی قیادت میں چاروں طرف تلاش میں پھرنا، پھر کچھ لوگوں کا تلاش کرتے کرتے اس غار کے منہ پر پہونچ جانا، اور حضرت صدیقؓ کا ان کو دیکھ کر رنجیدہ ہونا اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کو یہ کہہ کر تسکین دینا کہ:

لا تحزن ان اللہ معنا

رنجیدہ نہ ہو، اللہ ہمارے دونوں کے ساتھ ہے۔

وہ تین دن کے بعد اس غار سے نکل کر بجانب مدینہ روانہ ہونا اور حضرت صدیقؓ کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اونٹ پر ردیف بننا اور چاروں طرف نظر دوڑاتے رہنا، تاکہ کوئی آ رہا تو معلوم ہو جائے، اتنے میں سراقہ کا بغرض گرفتاری پہونچ جانا اور حضرت صدیقؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی دلنواز کلمہ سے تسکین دینا کہ:

ان اللہ معنا۔

پھر یہ دعائے نبویؐ سراقہ کا مع اپنے گھوڑے کے سنگلاخ زمین میں زانو تک دھنس جانا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر زمین کی گرفت سے رہائی پانا، وہ ایک منزل میں جب کہ کھانے پینے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی تھی، حضرت صدیقؓ کا ایک چرواہے سے دودھ مانگ کر لانا اور ٹھنڈا پانی اس میں ملا کر حضرت کے سامنے پیش کرنا اور احرار کر کے پلانا اور بچا ہوا خود پینا اور یہ کہنا کہ شرب حتی رضیت۔ یعنی حضرت نے اتنا پیا کہ میں خوش ہو گیا۔

یہ وہ واقعات ہیں کہ جس کا دل دردِ محبت سے کچھ آشنا ہو وہ ان کی قدر جان سکتا ہے۔ سفر ہجرت میں حضرت صدیق کی رفاقت کا تذکرہ قرآن مجید میں بڑی شان کے ساتھ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بار بار ان کی اس خدمت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے:

حملنی الی دار الهجرة۔

یعنی ابوبکرؓ مجھے دار الہجرۃ (مدینہ) میں سوار کر کے لائے۔

اور وفات سے پانچ دن پہلے جو خطبہ آپ پڑھا اس میں فرمایا کہ جس نے کوئی احسان ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس کا بدلہ کر دیا، سوا ابوبکر کے، کہ ان کی خدمات کا بدلہ قیامت کے دن خدا ہی دے گا۔

صحابہ کرامؓ میں بھی حضرت صدیقؓ کی بے نظیر جاں نثاری کا چرچہ بہت تھا۔ لوگ حضرت صدیق سے اس سفر کے حالات پوچھا کرتے تھے اور خود ان کی زبان مبارک سے سننے کے مشتاق رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں فرماتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ صرف شبِ غار کی اپنی خدمت اور قتال مرتدین کا کارنامہ مجھے دے دیں اور میری ساری عمر کے تمام اعمال لے لیں تو میں ہی فائدہ میں رہوں گا۔

ایک مفید تبصرہ

مہاجرین کی جماعت نے قبلِ ہجرت کیسے کیسے ظلم کفارِ مکہ کے برداشت کیے اور ان کے پائے استقامت کو ذرا لغزش نہ ہوئی۔ ان واقعات کو دیکھ کر ایک کافر بھی یہ نتیجہ نکالنے پر مضطر ہو جاتا ہے کہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں کچھ ایسے ہی غیر معمولی صفات کاملہ جمع تھے کہ لوگ اس طرح پر اپنی جانیں نثار کرتے تھے اور جو ایک مرتبہ ان کے حلقہ غلامی میں داخل ہو جاتا تھا، پھر وہ کسی طرح نکلنے کا نام نہ لیتا تھا۔ ظلم و ستم کے پہاڑ ان پر توڑے جاتے تھے اور اس بے دردی اور بے رحمی سے ستائے جاتے تھے کہ آج ان واقعات کو کتابوں میں پڑھ کر بدن کانپ اٹھتا ہے۔

تیرہ برس تک انہیں مظالم سے سابقہ رہا مگر کسی نے دین اسلام کو ترک نہ کیا۔

ماخوذ از خلفائے راشدین

عمدہ [illegible]
عمدہ سروس
غرناطہ ریستوران ایئر کنڈیشنڈ = جہلم

جماعتی کارکنوں کو

رپورٹ: زاہد الراشدی۔

25 جولائی 1975

جہادِ بیت المقدس

اور نظام شریعۃ کنونشن

کے سلسلے میں حضرت الامیر مدظلہ کی ہدایات:

حضرت الامیر مرکزیہ مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم نے ملک بھر میں جمعیۃ علمار اسلام کے تمام کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ نظام شریعت کنونشن منعقدہ گوجرانوالہ بتاریخ ۱۸ - ۱۹ر اکتوبر کو کامیاب بنانے کے لیے ابھی سے بھرپور تیاری کریں اور مجلس استقبالیہ کے ساتھ مکمل تعاون کریں آپ گذشتہ روز جامع مسجد نور گوجرانوالہ میں جماعتی کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے آپ نے کہا جمعیۃ علمار اسلام ملک میں سامراجی نظام کے مکمل خاتمہ اور اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کر رہی ہے اور اپنے مقاصد کی مکمل تکمیل تک اس کی یہ جدوجہد جاری رہے گی۔

حضرت الامیر نے فرمایا:

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے چار جماعتوں کی تربیت کی تھی۔ آپ نے محدثین بھی تیار کیے تھے جو دین حق کی تعلیم دیتے تھے۔ مبلغین کا گروہ تیار کیا تھا جو عوام میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرتا تھا۔ مجاہدین کی تربیت فرمائی تھی جو ظلم اور کفر کے خلاف جدوجہد کرتے تھے اور ان تمام کی معاونت اور ان کے اخراجات کی کفالت کے لیے اغنیا کی جماعت بھی بنائی تھی جو آپ کی تحریک کی مالی معاونت کرتے تھے۔ آج ہی تحریک ولی اللّٰہی کی کامیابی کے لیے انہی خطوط پر کام کرنا ضروری ہے۔

اس اجلاس کی صدارت حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب ناظم اعلیٰ مجلس استقبالیہ نظام شریعت کنونشن نے کی اور اجلاس میں ۱۔ علامہ محمد احمد لدھیانوی ناظم عمومی ضلعی جمعیۃ کے والد مکرم اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی۔ ۲۔ گوجرانوالہ کے مخلص کارکن محمد علی۔ اور ۳۔ عم مکرم قاری محمد یوسف صاحب عثمانی کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کو ایصال ثواب پہونچانے کے لیے قرآن خوانی ہوئی اور ایک تعزیتی قرارداد میں ان کے پسماندگان سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ ایک قرارداد میں اس امر پر شدید احتجاج کیا گیا کہ گوجرانوالہ میں نظام شریعت کنونشن کے انعقاد کے اعلان کے بعد سے جماعتی کارکنوں کے خلاف مقدمات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے اور اب تک زاہد الراشدی، علامہ محمد احمد، ڈاکٹر غلام محمد مولانا عبدالرؤف فاروقی، حافظ گلزار احمد محمد فاروق، زبیر بٹ اور امیر حسین امیر کے خلاف مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ قرارداد میں ان مقدمات کو کنونشن کی تیاریوں پر اثر انداز ہونے کی ایک بھونڈی کوشش قرار دیتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ کنونشن انشاءاللہ العزیز پروگرام کے مطابق اپنے وقت پر ہوگا۔

اجلاس میں حضرت الامیر مدظلہ کی طرف سے ایک اہم اعلان کیا گیا جس میں مسلم وزرار خارجہ کی جدہ کانفرنس کی اس تجویز کو سراہا گیا کہ فلسطین کی آزادی، عرب علاقوں کی واپسی اور فدائین کی امداد کے لیے غیر عرب ممالک سے بھی رضا کار بھرتی کیے جائیں گے۔

اعلان میں اس تجویز کو ملت اسلامیہ میں جذبۂ جہاد کی بیداری کی ایک معقول بنیاد قرار دیتے ہوئے فدائین کے سربراہ یاسر عرفات اور عرب سربراہوں کو جمعیۃ علمار اسلام کی طرف سے مکمل یقین دلایا گیا ہے۔

اس اعلان میں حضرت الامیر نے ملک بھر میں جمعیۃ کی تمام شاخوں کو ہدایت کی ہے کہ نوجوانوں کو جہاد بیت المقدس کے لیے آمادہ کرنے کی مہم شروع کر دیں اور زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو فدائین کی امداد کے لیے بھرتی ہونے کی خاطر تیار کریں۔

اس سے قبل حضرت درخواستی دامت برکاتہم نے مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں ختم بخاری شریف کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ علمار کرام کو اغراض اور خوف سے بے نیاز ہو کر دین حق کی خدمت کرنی چاہیے اور دین حق کو صحیح طور پر عوام کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔

آپ نے فرمایا:

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں اور آج قال اللہ و قال الرسول کی جو بہاریں نظر آتی ہیں وہ وہ انہی مدارس کے بدولت ہیں۔ آج حکومت کے کارندے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے گا۔ لیکن ہم اس قسم کی تحریک کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

باقی ص۱۳ پر:

وحید الزماں خان صاحب

علماء
اور
جدید تعلیم

قسط نمبر (۲)

جدید علوم کے ساتھ گمراہ اقوام کی تہذیب کے وہ ناخوشگوار پہلو جن کا میں نے اوپر ذکر کیا وہ ایسے نہیں ہیں جن کے بغیر علوم کو لینا ممکن نہ ہو۔ اگر ایک من نمک میں ایک سیر کھانڈ ملا کر ڈال دیں تو چیونٹی کھانڈ کو چن لے گی اور نمک کو چھوڑ دے گی۔ پھر جو چیز چیونٹی جیسے حقیر جاندار کے لیے ممکن ہے وہ کیا انسان کے لیے ممکن نہیں ہو سکتی ؟۔

الف : زبان اور اسالیب بیان کی قسم کے جو اثرات ہیں ان کو معمولی غور و فکر سے سمجھا جا سکتا ہے اور اگر آدمی کا ذہن بیدار ہو تو ان کو سمجھ لینا ہی ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے کافی ہے۔ المنجد، موجودہ زمانے میں عربی کا ایک مشہور ترین مختصر لغت ہے جو جدید طرز ترتیب کا حامل ہونے کی وجہ سے مسلم طلبہ میں بے حد مقبول ہوا۔ اس لغت کا مصنف ایک عیسائی ہے چنانچہ اس نے کتاب کے مختلف مقامات پر عیسائیت کے مخصوص عقائد کو لغت میں ٹھونسنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً لفظ عذراء کی تشریح میں یہ الفاظ درج ہیں :

لقب السیدة مریم والدة
الالٰہ المتجسد۔

عذرا حضرت مریم کا لقب ہے، جو
والدہ ہیں خدائے جسمانی کی۔

اسی طرح لفظ "مسیح" کے تحت لکھا ہوا ہے :

لقب الرب یسوع ابن اللہ المتجسد

مسیح خداے یسوع کا لقب ہے جو اللہ
کے بیٹے ہیں جسمانی۔

ایک طرف تو بیان لغت کے پردے میں ادنیٰ ادنیٰ مناسبتوں کو ڈھونڈ کر خالص فنی کتاب میں عیسائی عقائد کا پرچار کیا گیا ہے اور دوسری جانب یہ حال ہے کہ لفظ احمد اور محمد کا ذکر آتا ہے تو صرف لفظی ترجمہ کر کے آگے بڑھ جاتا ہے اور اس کا ذکر تک نہیں آتا کہ یہ لفظ دنیا میں کسی ہستی کا نام بھی ہے۔

یہ کتاب کم از کم چوتھائی صدی سے عربی درس گاہوں میں کثرت سے استعمال ہو رہی ہے۔ مگر مسلم طلبہ کے عقاید میں اس کی وجہ سے ادنیٰ نقصان بھی نہیں ہوا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لغت مسلمانوں میں عموماً ایسے لوگ استعمال کرتے ہیں جو اسلام اور غیر اسلام سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی علوم کے ان طلبا کو اس طرح کے بیانات صرف مضحکہ خیز نظر آتے ہیں، وہ کسی طرح ان کو متاثر کرنے کا باعث نہیں بنتے۔ اسی طرح جدید علوم کے طلبہ اگر دین سے واقفیت کا اہتمام کر لیں اور اس کے بارے میں پہلے سے باشعور ہوں تو یقینی طور پر وہ زبان و بیان میں نفوذ کی ہوئی گمراہیوں سے بچ سکتے ہیں۔ ایسی صورة میں وہ اس طرح کی چیزوں کو پڑھ کر حقارت کے ساتھ انہیں رد کر دیں گے۔ نہ یہ کہ ان سے متاثر ہوں۔

ب ۔ یہی صورت علمی نظریات کے سلسلے میں پیش آئے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کا کوئی بھی واقعہ بذات خود مذہب کی تردید نہیں کرتا۔ یہ صرف واقعات کی خود ساختہ توجیہات ہیں جنہوں نے سارے علوم کو مذہب سے بیگانہ بنا دیا ہے۔

چند مثالیں لیجیے :

"کچھ سنا آپ نے، روس کا بنایا ہوا راکٹ چاند پر پہونچ گیا"۔

"ہاں ! میں نے بھی آج ہی یہ خبر پڑھی ہے"۔

"اب مذہب کا کیا ہو گا۔ اب تو خدا اور مذہب کے تصورات پر نظر ثانی کرنی ہو گی"۔

ستمبر ۱۹۵۹ء کے وسط میں جب اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی کہ روس نے ۱۲ ستمبر کو جو راکٹ (لیونک نمبر ۲) فضا میں چھوڑا تھا وہ سات ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چل کر ۳۴ گھنٹے میں چاند پر پہونچ گیا تو بہت سے "قدامت پرستوں" کو "جدت پسندوں" کی زبان سے اس قسم کے فقرے سننے پڑے۔ منکرین کے نزدیک یہ خدا کی تردید کا اتنا بڑا ثبوت تھا کہ ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا: کہ ہمارا راکٹ چاند تک گیا، مگر اس کو کہیں خدا نہیں ملا۔ اس طرح کی باتوں نے بہت سے سادہ لوح متاثر ہو گئے۔ حالانکہ راکٹ کا چاند تک یا کسی اور سیارہ تک جانا سائنسی نقطۂ نظر سے صرف نظام فطرت کے ایک امکان کو استعمال کرنا ہے یہ امکان نیوٹن کے زمانے ہی میں معلوم ہو گیا تھا، مگر اس کے لیے اس حد تک کوشش کہ اس کو قابل عمل بنایا جا سکے۔ مخصوص اسباب کے تحت اب ہو سکی ہے، اسی طرح راکٹ کی اڑان کی حقیقت صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جو امکانات رکھ دیے ہیں اور جن کو ہمارے لیے اس طرح مسخر

کر دیا ہے کہ ہم ان کو استعمال میں لا سکیں، ان کو انسان استعمال میں لایا ہے۔ یہ صرف:

سخر لکم ما فی السمٰوات والارض۔

کی ایک تصدیق ہے، اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

جو شخص ٹامس ہارڈی (۱۹۲۸ - ۱۹۴۰) کی کہانیاں خالی الذہن ہو کر پڑھے گا، وہ بلاشبہ کہنے لگے گا کہ اس دنیا میں آدمی بے رحم قسمت کے ہاتھ میں محض کھلونا ہے۔ کائنات پرکشش تو ہے مگر وہ کسی معنی میں ہماری ہمدرد نہیں ہے۔ فطرت کے ساتھ فرد کی جدوجہد ایک نہایت غیر مساوی فریق کے ساتھ افسوسناک جنگ کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر خدا کی قسم کی کوئی چیز یہاں موجود ہے تو وہ بالکل بے اعتنائی کے ساتھ بے بس انسان کی مصیبتوں کا محض خاموش تماشا دیکھ رہا ہے۔ مگر دنیا کے بارے میں یہ بھیانک تصور صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم آخرت کو نہ مانیں۔ آخرت کو ماننے کے بعد صورتِ حال بالکل بدل جاتی ہے۔ کیونکہ آخرت کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور آدمی یہاں اچھا بُرا دونوں قسم کا عمل کرنے کے لیے آزاد ہے۔ اس لیے صرف موجودہ دنیا کے پیشِ نظر اس کی معنویت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی معنویت سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ دوسری دنیا کو ملا کر اسے دیکھا جائے۔

نظریہ ارتقا کے وجود میں آنے کے بعد یہ بات کثرت سے دہرائی گئی ہے کہ حیاتیاتی عمل اب کسی ماورائے فطرت ذریعہ کی موجودگی کا تقاضا نہیں کرتا۔ دوسرے لفظوں میں زندگی کے مسئلے کو سمجھنے کے لیے کسی باشعور خدا کو ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو صرف چند مادی طاقتوں سے خود بخود حاصل ہونے والا ایک نتیجہ ہے جو خاص طور پر تین ہیں:

REPRODUCTION, VARTATION, and DIFFERENTIAZ SURVIVAL

یعنی توالد و تناسل کے ذریعہ مزید زندگیوں کا پیدا ہونا، پیدا شدہ نسل کے بعض افراد میں کچھ فرقوں کا ظہور اور پھر ان فروق کا پشت ہا پشت میں ترقی کر کے مکمل ہو جانا۔ اس طرح ڈاروِن کے انتخابِ طبیعی کے اصول کا حیاتیاتی مظاہرہ پر انطباق اس کو ممکن اور ضروری بنا دیتا ہے کہ زندگی کی نشوونما پر خدا کی کارفرمائی کے تصور کو بالکل ترک کر دیا جائے۔

ارتقا پسند علماء کی تشریحات کا مَیں نے جتنا مطالعہ کیا ہے، اس سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انواعِ حیات فی الواقع اسی طرح وجود میں آئی ہیں، جیسا یہ لوگ بتاتے ہیں۔ تاہم اس کو بلا بحث مان لیا جائے جب بھی اس سے ایمان کے تزلزل کا سوال تو کسی طرح پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ انواعِ حیات اگر بالفرض ارتقائی عمل کے تحت وجود میں آئی ہوں جب بھی یکساں درجہ کی قوت کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ خدائی تخلیق کا طریقہ ہے، نہ کہ اندھے مادی عمل کا خود بخود نتیجہ۔ حقیقت یہ ہے کہ مشینی ارتقاء (MEGHANICAL EVOLUTION) کو نہایت آسانی کے ساتھ تخلیقی ارتقاء (CREATIONAL EVOLUTION) ثابت کیا جا سکتا ہے اور مادی علماء کے پاس اس کی تردید کی کوئی واقعی بنیاد نہ ہوگی۔

یہ چند مثالیں مَیں نے صرف یہ سمجھانے کے لیے دی ہیں کہ جدید دریافتیں اصلاً مخالفِ مذہب نہیں ہیں بلکہ منکرینِ مذہب ان کی غلط توجیہہ کر کے ہمارے نوجوانوں کو دھوکہ میں ڈال دیتے ہیں۔

بقیہ: حضرت درخواستی

آپ نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ ادب کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، کیونکہ "الدین کلہ ادب" دین سارے کا سارا ادب ہے۔ اور اکابر کی مقدس زندگی اور ان کے عظیم کارناموں کو سامنے رکھیں کیونکہ ہمارے اکابر و اسلاف نے دینِ حق کی خاطر بے پناہ قربانیاں دی ہیں اور آج انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہم دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

ختم بخاری شریف کی اس تقریب سے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان مدظلہ نے بھی خطاب کیا اور علم حدیث کی اہمیت و افادیت پر روشنی ڈالی۔ ختم بخاری شریف اور کارکنوں کے اجلاس سے فراغت کے بعد حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ مدرسہ مظاہر العلوم باغبان پورہ گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ جامع مسجد مدنی کی تعمیرِ نو کا معائنہ فرمایا اور پھر دعا فرمانے کے بعد عازمِ لاہور ہو گئے۔

خط و کتابت
کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں

داخلہ

جامعہ عربیہ قاسم العلوم رجسٹرڈ سارو کی نے حفظ و قراءت کے بعد آئندہ درس نظامی کے شعبہ کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس کے لیے مشہور مدرس مفتی رشید احمد ارشد جہلمی کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ خواہش مند طلباء بذریعہ خط و کتابت ۱۰ شوال تک داخلہ لے لیں۔ بیرونی طلبہ کے تمام تر اخراجات کی کفالت جامعہ کرتا ہے اس وقت جامعہ میں ایک سو بیرونی و مقامی طلباء ہیں۔ جامعہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید انور کی سرپرستی میں چل رہا ہے

ہر قسم کی خط و کتابت کا پتہ:

حافظ محمد شفیع مہتمم جامعہ عربیہ قاسم العلوم سارو کی نزد وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔

امجد علی شاکر

ہم تری بزم سے نکلے بڑے اعزاز کے ساتھ

وزیر اعلیٰ پنجاب محمد حنیف رامے مستعفی ہو گئے۔ (ایک خبر)

پرائم منسٹر ہاؤس سے نکلتے وقت یقیناً رامے صاحب کی پوزیشن اس شعر میں ڈھل گئی ہو گی کہ ؎:

قہقہے سنگِ ملامت کی طرح سے برسے
ہم تری بزم سے نکلے بڑے اعزاز کے ساتھ

پیپلز پارٹی کے پارلیمانی گروپ نے صادق حسین قریشی کو اپنا لیڈر اور نیا وزیر اعلیٰ نامزد کر دیا (ایک خبر)

شاید پرانے اور "مخلص" کارکنوں کو آگے لانے کا آغاز کیا جا رہا ہو۔ ہم اس سلسلے میں سوائے اس کے کیا عرض کر سکتے ہیں:

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا!

پنجاب میں نئے گورنر کے تقرر کی خبر درست ہی ہو گی۔ (غلام مصطفےٰ کھر گورنر پنجاب)

اس کا مطلب یہ ہے کہ محترم کھر صاحب بھی ان دنوں اپنی رخصتی کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ خدا جانے "بڑے گھر" سے انہیں کب پروانہ رخصتی مل جائے، کیونکہ آج کل تم ہماری باری ہے، کسی نے یوں ہی نہیں کہدیا تھا۔

پیپلز ورکس پروگرام کے تحت پس ماندہ علاقوں پر زیادہ توجہ دی جائے گی۔ ایک خبر

مگر ارباب اختیار اپنی ذات پر توجہ دینے کے سوا کس شے پر توجہ دیں گے۔

مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کا اتحاد ناقابلِ شکست ہے۔ قیوم خان

وزارت کے حصول سے قبل مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کا اختلاف بھی ناقابلِ شکست تھا جسے وزارت نے شکست دی۔ اب وزارت ہی اس اتحاد کو شکست دے سکتی ہے۔

جائز قیمتیں مقرر کی جائیں۔ ایک مطالبہ

تو کیا موجودہ عوامی دور میں لفظ جائز سوائے ڈکشنری کے کہیں اور پایا جاتا ہے؟ اگر پایا جاتا ہے تو مطالبہ کرنے والے حضرات اس کے محل وقوع طریقِ استعمال یا طرز زندگی وغیرہ، پر روشنی ڈالیں۔

مشرق وسطیٰ کے بارے میں بہت سی مشکلات باقی ہیں۔ (کسنجر)

بھلا جس کام میں امریکہ ٹانگ اڑا رہا ہو تو اس میں مشکلات نہ ہوں تو اور کیا ہوں کیونکہ بعض لوگ تو مشکلات اور امریکہ کو مترادفات تصور کرتے ہیں۔

حکومت کی اصلاحات سے مزدوروں کو فایدہ پہونچا ہے۔ ایک لیڈر کا بیان

تو کیا بیان دینے والے کی مادری زبان میں فایدہ مہنگائی کو کہتے ہیں؟

فحاشی اور گرانی کے مرتکب افراد کے خلاف ڈی۔پی۔آر کے تحت کارروائی کا مطالبہ۔

ایک خبر

مطالبہ کرنے والے حضرات یہ یاد رکھتے کہ ڈی۔پی۔آر صرف حزب اختلاف کے خلاف استعمال ہوتی ہے اور حکمران جماعت اس سے مستثنیٰ ہے تو وہ ایسا بیان نہ دیتے۔

پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کے ڈیپو منسوخ کیے جائیں۔ ایک مطالبہ

تو پھر پیپلز پارٹی صفحۂ ہستی پر کیونکر نظر آ سکے گی۔؟۔

کانسٹیبل حوالات پہونچ گیا۔ (ایک خبر)

ملزم سے جرم کی رشوت لے کر تبادلہ کر لیا ہو گا۔

بسیں وقتِ مقررہ پر چلائیں۔

ایک مطالبہ

تو کیا حکمرانوں کے جلسوں میں عوام مہیا کرتے ہیں کہ بسیں وقتِ مقررہ پر چلائی جائیں۔

پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا اتحاد اصولی ہے (خان قیوم)

وزارت کا ترجمہ اصولی کونسی زبان میں ہے خان صاحب براہِ کرم مطلع فرما دیں۔ نوازش ہو گی۔

حیدر آباد میں ہوابازی کی یونیورسٹی قائم کی جائے گی۔ ایک خبر

کیا ہوائی قلعے تعمیر کرنے کے لیے؟ تو اس سلسلے میں موزوں مقام موچی دروازہ ہے۔

حادثات روکنے کا انتظام کیا جائے۔ (ایک بیان)

تو کیا حادثات اپوزیشن کے جلسے ہوتے ہیں؟ جن کے روکنے کا حکومت انتظام کر رہی ہے۔

ہاکی ٹورنامنٹ منعقد کرنے کا مطالبہ۔ (ایک خبر)

تو کیا اس طرح مہنگائی کم ہو جائے گی۔؟۔

راولپنڈی میں معیاری آٹا فراہم کیا جا رہا ہے ایک بیان

یہ بھی تصریح کر دی جاتی کہ یہ آٹا سوائے حکمرانوں کے کونسے لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، کیونکہ حکمرانوں کو معیاری آٹا ملنے کی بات تو سبھی کو معلوم ہے۔

بھائی چارے کی فضا قائم کریں۔ (ایک بیان)

کیا اس طرح جس طرح بلوچستان میں پیپلز پارٹی بھائی چارے کی فضا قائم کر رہی ہے یعنی گولیوں کے تمغے عطا کر کے۔

الفرائض العشرة للوالدین والاولاد

ترتیب: حافظ مقصود احمد

از افادات مرشدنا و مولانا شیخ الحدیث والقرآن حضرۃ عبداللہ درخواستی صاحب ؒ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

وامر اهلک بالصلوٰۃ و اصطبر علیها۔

ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہٖ شیئًا وبالوالدین احسانا۔

اولاد اور ماں باپ کا باہمی تعلق معاشرے کا اہم ترین رکن ہے۔ قرآن پاک نے نہایت بلاغت کے ساتھ اس تعلق کو اور اس سے متعلق فرائض وحقوق کو بیان فرمایا ہے۔ حدیث شریف نے جو قرآن کی شارح ہے قرآن پاک کے اجمال کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس لیے کامیابی کے لیے دونوں کی اتباع ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام چیزوں کو تفصیلاً بیان فرما دیا پہلے والدین کے لیے پانچ فرائض ذکر ہوں گے پھر اولاد کے لیے پانچ فرائض بیان ہوں گے۔

انعاماتِ الٰہیہ بہت سے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا میں اولاد ان نعمتوں میں بہت بڑی نعمت ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین کے متعلق فرماتے ہیں

هما ریحانتی فی الدنیا

دورِ جہالت میں اولاد کو تنگیٔ معاش کی وجہ سے عموماً اور بے جا غیرت کی وجہ سے بچوں کو خصوصاً قتل کر دیا جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ نے بحکم خداوندی اس جاہلیت کی رسم کو بند فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے :

ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق۔

تنگیٔ معاش کے خوف سے اولاد کو قتل مت کرو۔

چنانچہ قرآن وحدیث کی روشنی میں والدین پر یہ فرض عاید ہوتے ہیں :

فریضۂ اوّل

(اجتناب عن قتل الاولاد)

اسلام نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ اولاد کے بڑھنے سے رزق تنگ نہیں ہوتا، بلکہ اس کی وجہ سے فراخ ہوتا ہے۔ اس لیے قتل اولاد سے منع کیا۔ جو لوگ عار کی وجہ سے لڑکی کو زندہ درگور کر دیتے تھے ان کو آخرت کے ڈر سے اس بات سے منع کیا :

واذا الموءُدة سُئلت ۰

کہ زندہ درگور لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس جرم کی پاداش میں اس کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس کے برعکس لڑکیوں کے بارے میں خصوصی شفقت کا حکم فرمایا۔

فریضۂ ثانی :

قتل روحانی سے بھی اجتناب کا حکم ہے۔ جس طرح اولاد کے جسم کی حفاظت کا حکم دیا اسی طرح اس کی روح کی بھی حفاظت کی تاکید کی۔ اس لیے پیدا ہوتے ہی حکم ہے کہ بچے کے کان میں اذان دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے :

اطلبوا العلم من المهد الی اللحد

بچے کے کان میں اذان اس حکم کی تعبیر ہے۔

فریضہ ثالث

نام اچھا رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے

حق الولد علی الوالدان یحسن ادبہٗ و یحسن اسمہٗ۔

والد کا یہ فرض ہے کہ اولاد کا نام اچھا رکھے اور اس کی اچھی تربیت کرے اچھے ناموں کے بارے میں خود حدیث میں مذکور ہے کہ :

احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن

یعنی جس نام میں عبدیت کا اظہار ہو وہ نام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو جب نام اچھا ہو گا اور ادب سکھانے کی وجہ سے کام بھی اچھا ہو گا۔ تو والد اپنی اولاد کو دیکھ کر خوش ہو گا۔

حدیث شریف میں ہے

ریح الولد ریح الجنة

بچے کی خوشبو جنت کی خوشبوؤں میں سے ہے۔

فریضۂ رابع

(التزام تعلیم دین)

افضل الصدقۃ ان یؤدب
الرجل تادیباً حسناً

کسی آدمی کو تعلیم دین دینا بہترین صدقہ ہے۔

اپنی اولاد کو اگر دین کی تعلیم دی جائے تو یہ نیکی بدرجہا بڑھ جاتی ہے۔ نماز کا حکم خصوصی طور پہ کرے۔ حکم ہے:

مروصبیانکم بالصلوٰۃ
اذا بلغوا سبعاً واضربوھم
اذا بلغوا عشراً۔

فریضۂ خامس

تسویۃ فی الاولاد۔

اپنی ساری اولاد کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ساووا بین اولادکم فی
العطیۃ

یہ نہ ہو کہ اولاد میں سے کسی ایک پہ تو بہت مہربان ہو اور دوسروں کو بالکل نظر انداز کر دے ایسا کرنے سے خود اولاد بھی ماں باپ اور رشتہ داروں سے متنفر ہو جائے گی۔ اور اس کا گناہ بھی باپ یا ماں پہ ہوگا۔ اس کے برعکس اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرنے والوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رحم اللہ والدا اعان ولدہ
علی برہ

یعنی بداعمالیوں کے باوجود بھی جو لوگ اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک رکھتے ہیں وہ رحمتِ خداوندی کے سردار ہوں گے۔

اگر استطاعت ہو تو اولاد کی تعلیم و تربیت کے بعد شادی کر دے اور یہ الفاظ کہے:

اعوذ باللہ من فتنتک
فی الدنیا و عذابک فی الآخرہ

جس طرح والدین کے فرائض ہیں، اسی طرح اولاد کے بھی فرائض ہیں۔

فریضۂ اوّل

واعبدوا اللہ ولا تشرکو
بہ شیئاً و بالوالدین
احساناہ

والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا فرض ہے۔ والد کا تو یہ حق کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لن یجزی ولد والدہ
حتی یجدہ مملوکا
فلیشتریہ فیعتقہ

باپ کا بدلہ بیٹا اس وقت اتار سکتا ہے کہ اپنے باپ کو غلامی کی حالت میں دیکھ کر اس کو خرید لے اور پھر آزاد کر دے۔

فریضۂ ثانی

ولا تقل لھما اف ولا
تنھرھما۔

ماں باپ بڑے سے بڑا نقصان بھی کر گزریں تو انہیں جھڑکنا منع ہے بلکہ اف تک کہنا جائز نہیں۔ ہر حالت میں انتہائی احترام ملحوظ رکھے۔

فریضۂ ثالث

واخفض لھما جناح
الذل من الرحمۃ

اپنے ماں باپ کے سامنے اپنے آپ کو بالکل حقیر جانے اور ادنی غلاموں کی طرح ان کی خدمت کو سعادت اخروی کا ذریعہ جانے خود خواہ کسی بھی منصب پر فائز ہو، ماں باپ کا احترام حد درجہ کرتا رہے۔ روایت ہے کہ جب یعقوب علیہم السلام اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو وہ باپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے۔ اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ اے یوسف! تو بادشاہت کی وجہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اس لیے باپ کے آنے پر تعظیماً کھڑا نہیں ہوا۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں تیرے صلب میں سے کوئی نبی پیدا نہیں کرونگا

فریضہ رابع

(التزام خدمت والدین)

وصاحبھما فی الدنیا
معروفۃ۔

• ایک صحابی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں کس کی خدمت زیادہ کروں؟ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: امك ماں کی خدمت کرو۔ چوتھی مرتبہ پوچھنے پر آپ نے فرمایا: باپ کی خدمت کرو۔ والدین کی خدمت نماز، روزہ، حج عمرہ، زکوٰۃ اور جہاد سے بھی افضل ہے۔ جو آدمی اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے والدین اس سے راضی ہوں تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر اس حالت میں اٹھے کہ اس کے ماں باپ اس سے ناراض ہوں تو اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

فریضہ خامس

(التزام دعا للوالدین) مجرد خدمت پر بھی اکتفا نہ کرے، بلکہ والدین کے حق میں دعا کرنا بھی فرض ہے۔

وقل رب ارحمھما۔

اللہ تعالی سے ان پر رحمت کی دعا مانگے۔

ایک شبہ کا ازالہ

جب کہا گیا کہ والدین کی خدمت اور اطاعت کرے پھر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ شرک کا حکم

باقی ص ۱۸ پر

تحریر:- اسعد رحمانی

صوبائی وزیر ٹرانسپورٹ کا اغوا

مجرم کون؟

ہفتہ رفتہ ایک دن صبح صبح اخبار دیکھا تو نظر سے یہ خبر گزری کہ سندھ کے طلباء نے، وہاں کے وزیر ٹرانسپورٹ مسٹر بدیع الحسن زیدی کو "اغوا" کر کے یونیورسٹی کیمپس میں نظر بند کر دیا۔

"طلبا" نے مسٹر زیدی کو اس وقت اغوا کیا جب وہ اپنے بچوں سمیت حیدر آباد سے کراچی جا رہے تھے۔ تاہم انہوں نے اتنی شرافت کا ضرور مظاہرہ کیا کہ بچوں کو نہیں چھیڑا اور صرف وزیر با تدبیر کے "اغوا" پر اکتفا کیا۔

اس "کامیابی" کے بعد طلباء نے اعلان کیا کہ وزیرِ محترم کو "اے کلاس" کی مراعات حاصل ہیں اور ہمارے مطالبات کے تسلیم کرنے کے ساتھ انہیں "باعزت" طریق سے رہا کر دیا جائیگا۔

اس "وحشتناک" خبر کے بعد سندھ کابینہ کا اجلاس ہوا۔ حالات کا جائزہ لیا گیا۔ طلبہ کو وارننگ دی گئی۔ ان کے والدین کو ڈانٹ پلائی گئی۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ صحیح روش اختیار کرنے کے بعد ٹرانسپورٹ کے سلسلہ میں جو مطالبات ہیں ان پر غور کیا جانا ممکن ہے۔

گویا سندھ کے "شریف النفس" وزیر اعلیٰ جناب جتوئی کے نزدیک طلبہ کے اس غصہ سے بھرپور طرز عمل کا سبب یہ تھا کہ سفر کے سلسلہ میں "مراعات" کے طالب تھے۔ حالانکہ گستاخی معاف یہ بات نہ تھی بلکہ اصل بات وہ ہے جس کا اظہار خود طلباء نے کیا ہے کہ سندھ کے بزرگ سیاست دان جی۔ ایم۔ سید کو رہا کیا جائے۔ سندھی تحریک سے متعلق جو لٹریچر انتقامی قوانین کا شکار ہے وہ واگزار کیا جائے وغیرہ ذالک۔

طلبہ کے اس نوعیت کے مطالبات کو سفری سہولتوں کا نام دینا مغالطہ آفرینی کی حد ہے جس کی توقع کم از کم جتوئی صاحب جیسے آدمی سے نہ تھی۔ لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ:

ع۔ این خانہ ہمہ آفتاب است

یہ صحیح ہے کہ چند گھنٹے بعد طلبہ نے اغوا شدہ وزیر کو رہا کر دیا۔ لیکن یہ واقعہ ایسا نہیں جس پر سنجیدگی سے غور نہ کیا جائے اور یہ نہ سوچا جائے کہ آخر "طلبہ" جو مستقبل کے معمار اور قوم کی حسین آرزوئیں ہیں۔ آخر اس سٹیج پر کیوں پہنچ گئے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ غلامی کی طویل رات شروع ہونے کے ساتھ ہی انگریز بہادر نے اپنی اغراض کے پیشِ نظر جو تعلیمی سکیم نافذ و جاری کی تھی وہ مسلمان قوم کے لیے انتہائی مضر اور پریشان کن تھی لیکن اس وقت ہم غلام تھے۔ کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔ ہاں، ایک بات ضرور تھی کہ دیوبند وغیرہ کی طرز پر قومی ادارے قائم کئے جاتے جن میں بلاشبہ جدید علوم کا انتظام ہوتا لیکن سفید فام آقاؤں کے احسانات کا بار اپنے سر پہ نہ لیا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے جو حضرات "جدید علوم" کا نعرہ لے کر میدان میں آئے انہوں نے اساتذہ لندن سے درآمد کئے کتابیں وغیرہ وہاں سے منگوائیں اور جس سے بڑے لوگ راضی ہوں وہی کچھ کیا اس کا نتیجہ بقول اکبر مرحوم:

ع۔ دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے

کی صورت میں نمودار ہوا اور ہونا چاہیئے تھا۔

اس کے بعد جب ہم لوگ لیلائے آزادی سے ہمکنار ہوئے تو وہ ارباب حل و عقد ہمارے سر مسلط ہوئے جن کا اپنا دین نہ دھرم اپنی روایات اور انہیں اقدار سے دور کا واسطہ نہ تھا۔ انہوں نے قطعاً یہ نہ سوچا کہ ۴۷ء سے پہلے انگریز کی ضرورتیں تھیں اب ہماری اپنی ہیں۔ اس کا نتیجہ واضح ہے کہ کسی شعبہ زندگی میں تبدیلی رونما نہ ہو سکی اور جب ایسا نہ ہوا تو پھر اس قسم کے حوادث کا رونما ہونا کوئی اچھنبے کی بات نہیں۔

آج ہم تعلیم گاہوں کی حالت دیکھتے ہیں۔ قابلِ صد احترام اساتذہ کے کردار کا جائزہ لیتے ہیں اور عزیز طلبہ کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں تو انتہائی کرب و بے چینی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

تعلیم گاہیں مقتل اور جیل خانوں کا روپ دھار چکی ہیں۔ اساتذہ میں اس قسم کے ننگ انسانیت لوگوں کی کمی نہیں جو اسلامی تہذیب و روایات کے قاتل اور عفت و عصمت کے دشمن ہیں۔ طلبہ ہیں تو کبھی اپنے اساتذہ کے گریبان سے الجھتے ہیں۔ کبھی ان کے مکانات اور دفاتر کا گھیراؤ کر کے "فاتح" کا مقام حاصل کرتے ہیں تو کبھی آپس میں فراخ دلی کے ساتھ گولیاں برسا کر "مجاہد و غازی" کا تاریخی کردار ادا کرتے ہیں۔

لیکن ان ساری خرابیوں کا ذمہ دار کون ہے؟

اس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ وہ

طاغوتی اور باطل نظام جو ۲۸ سال سے قبل آزادی حاصل کرنے کے باوجود آج تک ہمارے پر مسلط ہے۔

آج سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے نئی نسل اپنی عقیدت و محبت کا مرکز جس طرح محمد بن قاسم کی بجائے راجہ داہر کو سمجھتی ہے اس میں ان کا کوئی قصور نہیں بلکہ قصور ان وڈیروں کا ہے جنہوں نے ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں کیا۔

اس لیے کہ فرق تو محض اتنا ہی ہے کہ صحیح ماحول، صحیح تعلیم اور صحیح تربیت ہو تو شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مولانا عبید اللہ سندھیؒ، مولانا مدنیؒ، شیخ التفسیر لاہوریؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، جمال عبد الناصرؒ، سوئیکارنوؒ، شاہ فیصل شہیدؒ اور یاسر عرفات سامنے آتے ہیں جو اخلاق و کردار کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ ملک و ملت کے بہی خواہ ایثار پیشہ اور مخلص لوگ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا سب کچھ قربان کر کے کلمۃ الحق کی سربلندی کا اہتمام کرتے ہیں۔

اور جب غلط تربیت ہوگی، غلط تعلیم اور غَلَطْ مُعاشرہ ہوگا تو غلام محمد، سکندر مرزا، اور یحییٰ خان جیسے لوگ پیدا ہوں گے جو انسانیت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ اور شرف انسانیت کے خلاف ایک مکروہ اور بھیانک کردار کا مظاہرہ کریں گے۔

اس لیے آئے دن اس قسم کے مسائل سے نمٹنے کا دیرپا، صحیح اور واقعی حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ:

ادخلوا فی السلم کافة

پر عمل کیا جائے اور ماضی قریب کے طاغوتی نظام کا جوا گردن سے اتار پھینکا جائے ورنہ …

بقیہ : دس فرائض

کریں کہ فلاں جگہ سجدہ کرو اور منت دو یا فلاں کو شریک مع اللہ فی العلم او فی الصفات جانو تو پھر کیسے کریں؟ تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا

وان جاهداك ان تشرك
بي ما ليس لك به علم
فلا تطعهما۔

شرک کا حکم اس قابل نہیں کہ اس کو مانا جائے

لا طاعة لمخلوق فی
معصية الخالق

ہاں اشتباہات سے بچنا والدین کے حکم کے سامنے ضروری نہیں۔

اكثر العلماء على ان طاعة
الابوين واجبة فی الشبهاة
وان لم تجب فی الحرام
المحض حتى اذا كان
يتنغصان بانفرادك
منهما بالطعام فليك
ان تاكل معهما لان
ترك الشبهة ورع ورضا
الوالدين حتم۔

کیونکہ شبہ سے بچنا تو ورع ہے، لیکن والدین کا حکم ماننا فرض ہے۔ یہاں تک کہ فرض حج بھی والدین کی خاطر مؤخر کیا جا سکتا ہے۔

جس طرح ماں باپ کا حق ہے اسی طرح بڑے بھائی کی خدمت اور ادب بجا لانا ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حق كبير اخوة على
صغيرهم كحق الوالد
على ولده

بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں پر ایسا ہی ہے جیسا والدین کا حق اولاد پر ہوتا ہے۔

شہرۂ آفاق کتاب
”موت کا منظر“ کے بعد
خواجہ محمد اسلام کی نئی کتاب
”جنت کا منظر“
مُطالعہ کیجئے
اِدارہ اشاعتِ دینیات
انارکلی ○ لاہور ○ پاکستان

طلباء کی دُنیا

رپورٹ: محمد فاروق قریشی

باطل نظام کو شکست دیئے بغیر اسلام کا غلبہ ناممکن ہے: مرکزی ناظم عمومی

مرکزی سرپرست اعلیٰ اور ناظم عمومی سندھ بلوچستان کا طویل دورہ مکمل کرکے لاہور پہنچ گئے۔

گزشتہ ماہ جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ سندھ کے کنونشن منعقدہ ۱۴، ۱۵؍ جون خالق دینا ہال کراچی میں شرکت کے لیے مرکزی وفد جسمیں سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائپوری مدظلہ اور ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی شامل تھے ۱۳؍ جون کو کراچی پہنچا۔ کنونشن کی تقریب سے فراغت کے بعد وفد مذکورہ اندرون سندھ اور بلوچستان کے لیے میرپور خاص روانہ ہوا۔ جہاں صوبائی ناظم نشریات جناب محمد اسلم شیخ نے استقبال کیا اور مختلف پروگرام ترتیب دیئے۔ بعد ازاں پروگرام کے مطابق ڈگری، حیدرآباد، نواب شاہ، خیرپور، سکھر، شکارپور، ٹھیڑی اور لاڑکانہ کا تفصیلی دورہ کیا۔ ہر مقام پر جمعیۃ کے مقامی ساتھیوں نے مختلف پروگرام کا انعقاد کیا اور طلباء کے مختلف وفود نے ملاقاتیں کیں۔ حسب پروگرام سندھ کے بعد بلوچستان کے احباب سے تنظیمی امور پر تبادلہ خیالات کرنے اور جماعتی کار کا جائزہ لینے، مزید ہدایات اور طریق کار پیش کرنے کا پروگرام تھا لہٰذا یہ وفد جمعہ ۲۷؍ جون کو سندھ کا دورہ مکمل کرکے کوئٹہ پہنچا۔ بلوچستان جو پاکستان کا رقبہ کے لحاظ سے جتنا بڑا صوبہ ہے اتنا ہی معاشی لحاظ سے پسماندہ بھی۔ معاشی پسماندگی نے وہاں کے باسیوں کی فکر اور سوچ پر قدغن لگا دی ہے وہ اپنی مفلوک الحالی کے سوا کچھ سوچ ہی نہیں سکتے تاہم اولوالعزم بلوچ اسلام سے بالکل اسی طرح وابستہ ہیں جس طرح سورج سے کرنیں یا پھر پھول سے مہک۔ عالم عسرت میں بھی ان کا دینی لگاؤ کسی قدر کم نہیں ہوا۔ جفاکش اتنے ہیں کہ ابتدائے اسلام کے عربوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ قلات کے پروگرام میں شرکت کے لیے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے جیالے۔ پچاس میل پیدل سفر کرکے شریک ہوئے۔ مرحبا۔ آفرین ہے قوم کے ان مایہ ناز سپوتوں پر جو ہر دور کی حکومت کا تختہ مشق بننے کے باوجود آج بھی پاکستانی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔

جمعیۃ طلباءِ اسلام کے وفد نے صوبہ کے اطراف و اکناف میں ریگزاروں، کہساروں اور مرغزاروں میں پہنچ کر جمعیۃ کا پروگرام پہنچایا۔ متعدد مقامات پر جمعیۃ کے یونٹ تشکیل دیئے کارکنانِ جمعیۃ کو طریقِ کار سے متعلق ہدایات دیں جس سے ان کے حوصلے دوچند ہو گئے۔

بلوچستان ہر دور میں سازشوں کا شکار رہا ہے آج کل بھی بلوچوں کے خلاف جہاں دوسری سازشیں پرورش پا رہی ہیں وہاں ایک اور خطرناک سازش کل پرزے نکال رہی ہے۔ وہ یہ کہ وہاں کے بہادر اور اسلامی حمیت سے سرشار علماء کو جہد و آزادی کی راہ سے ہٹا کر "خیر و عافیت" کی راہ دکھائی جا رہی ہے ان کی وسیع نظر اسلام کے مجموعی نظام سے ہٹا کر محض ایک نظام کی طرف مرکوز کی جا رہی ہے۔ لیکن مرکزی سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد رائپوری نے علماء کے مختلف اجتماعات میں اس دامِ ہمرنگِ زمین کو تار تار کر دیا۔ حضرت نے علماء کو بتایا کہ ہر دور میں سامراج کی یہی کوشش رہی ہے کہ کسی طرح مسلمانوں کی نظر کو محدود کر دیا جائے ان کے فکر و خیال کو پابند کر دیا جائے۔ ان میں حقوق طلبی کے جذبہ کو ختم کرکے "محض صبر" کا مادہ پروان چڑھایا جائے اور کسی طرح مسلمان علماء اسلام کی ایک دین کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مذہب کے طریق پر تبلیغ و دعوت میں مصروف ہو جائیں لیکن جہاں سامراج کا یہ کردار رہا ہے وہاں علماء ربّانی کا شیوہ اور طریق یہ رہا کہ ہر دور میں ظالم اور جابر حکمرانوں سے ٹکراتے ہوئے اسلام کی عظمتِ رفتہ کو بحال کرنے اور سامراجی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے ہر دور میں دار و رسن کی حکایات کو زندہ کیا۔ ان ہی علماء حق کی قربانیوں کے طفیل ہم اسلام کے صحیح افکار سمجھے اور علماء کے اسی قافلۂ جاں سپار جس کی قیادت برّصغیر میں حضرت شاہ ولی اللہؒ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مدنیؒ نے کی ہے کی روایات کے امین ہم ہیں لہٰذا اگر ہم ان کے نقشِ قدم پر نہ چلے اور قربانیوں سے گھبرا گئے یا سامراجی سازشوں کے گرداب میں آ گئے تو آنے والی نسلوں کی ذہنی غلامی کے ذمہ دار ہم ہی ہوں گے حضرت کے خطابِ بلیغ نے علماء میں نئے ولولہ کو جنم دیا۔ زیدی صاحب نے طلباء کے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے طلباء پر واضح کیا کہ اندھیرے کو دور کرنے کے لیے اعلانِ جنگ کی ضرورت نہیں بلکہ محض روشنی کا لانا شرط ہے۔ لہٰذا نظامِ باطلہ کے اندھیرے کو دور کرنے کے لیے اسلام کی روشنی کی ضرورت ہے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے جب ہم خود اسلام پر عمل پیرا ہوں۔ بلوچستان سے جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے نائب صدر جناب حافظ حسین احمد صاحب اور جناب عبدالاحد صاحب مختلف مقامات پر مرکزی وفد کے ہمراہ رہے اور وفد کوئٹہ، مستونگ، قلات، خضدار، کواس، زیارت، لورالائی اور فورٹ سنڈیمن کا دورہ مکمل کرکے ۱۵؍ جولائی کو بخیر لاہور پہنچ گیا۔

انتخابات

محراب پور ضلع نواب شاہ (سندھ)

صدر : جناب زین العابدین
نائب صدر : ″ شوکت علی
ناظمِ عمومی : ″ مصطفےٰ امغل
ناظم : ″ ریاست علی راجپوت
ناظم نشریات : ″ ہدایت علی جٹ
خازن : ″ غلام رسول ندیم

ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ)

صدر : جناب محمد اسلم شاہد
نائب صدر : ″ محمد سعید صدیقی
ناظمِ عمومی : ″ قاسم علی قاسم
ناظم : ″ محمد جاوید خاں
ناظم مالیات : ″ محمد اشرف
ناظم نشریات : ″ حبیب الرحمٰن

منچن آباد

بودلہ

صدر : جناب محمد ریاض موہل
نائب صدر : ″ محمد علی جٹ و جناب محمد اشرف جٹ
ناظمِ عمومی : ″ محمد سرور راشد
ناظم : ″ محمد یٰسین صاجزادہ
ناظمِ مالیات : ″ محمد رفیق
ناظم نشریات : ″ محمد بابر خاں نواز

چبیانہ

صدر : جناب محمد عباس بلوچ
نائب صدر : ″ محمد احمد چودھری
ناظمِ عمومی : ″ محمد جہانگیر بلوچ
ناظم : ″ محمد اسلم
ناظمِ مالیات : ″ غلام رسول خاں
ناظمِ نشریات : ″ محمد نذیر

گورنمنٹ ہائی سکول منچن آباد

صدر : جناب محمد اقبال
نائب صدر : ″ اشفاق احمد پراچہ
ناظم عمومی : ″ محمد عباس طارق
ناظم : ″ محمد اکرام پراچہ
ناظم مالیات : ″ محمد شریف پراچہ
ناظم نشریات : ″ سید واحد حسن شاہ

لودھراں (ضلع ملتان)

صدر : جناب محمد شریف بھٹی
نائب صدر : ″ حافظ جمیل احمد
ناظمِ عمومی : ″ عبدالمجید تبسّم
ناظم : ″ سید سعید احمد شاہ عرفانی
ناظم نشریات : ″ خان لیاقت علی خان
خازن : ″ عبدالحمید بھٹی

راولپنڈی

گزشتہ دنوں راولپنڈی اور اسلام آباد کے طلبا کا مشترکہ اجلاس زیر صدارت جناب سید عشرت علی زیدی (ناظم صوبہ پنجاب) دفتر جمعیۃ راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ کام کو تیز تر کرنے کے لیے مندرجہ ذیل عہدیداروں کا چناؤ ہوا۔

صدر : جناب صالح محمد
نائب صدر : ″ حبیب الرحمٰن
ناظمِ عمومی : ″ عبدالوحید
ناظم : ″ عبدالغفور
ناظم نشریات : ″ محمد عبدالمجید صابر
خازن : ″ نوید معراج خان

لائل پور شہر

خازن و صدر : جناب محمود احمد
نائب صدر : ″ عبدالخالق ندیم
ناظم : ″ محمد شفیق احمد
ناظم نشریات : محمد علی

ناظم عمومی کے عہدہ کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

قلعہ سیف اللہ (ضلع ژوب بلوچستان)

مولانا محمد شفیق صاحب دولت زئی کی سرپرستی میں قلعہ سیف اللہ میں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر : جناب نور خان
نائب صدر : ″ فضل الحق
ناظم عمومی : ″ محمد عظیم دولت زئی
ناظم : ″ محمد صغیر خان جوگیزئی
ناظم نشریات : ″ محمد شریف دولت زئی
خازن : ″ گل محمد
ناظم دفتر ″ دین محمد

منڈی بھلروان (ضلع سرگودھا)

جناب شیخ محمد طارق (ضلعی ناظم) اور جناب نفیس صاحب نے بھلروان کا دورہ کیا اور وہاں تنظیم قائم کی عہدیدار مندرجہ ذیل ہیں۔

صدر : جناب محمد اصغر
نائب صدر : ″ حافظ منظور احمد
ناظم عمومی و خازن : ″ رانا محمد افضال مجاہد

عارف والا (ضلع ساہیوال)

ضلعی کنوینر جناب محمد صفدر چودھری نے عارف والا میں مندرجہ ذیل کنوینگ کمیٹی بنائی۔

جناب محمد عبداللہ مجاہد : کنوینر

ممبران کمیٹی
″ بشیر ڈھکو
″ امتیاز علی
″ بشیر احمد
″ شوکت حیات

عزم نمبر ۶ زیر طبع ہے
تمام شاخیں جلد از جلد مطلوبہ تعداد سے مطلع فرمائیں۔

اسمبلیوں میں بھی دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے

قائد جمعیۃ

جمعیۃ کا مقصد ملک میں اسلامی انقلاب کی جدوجہد ہے

سید نیاز احمد گیلانی

قائد جمعیۃ و قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود اسلام آباد سے ملتان جاتے ہوئے سرگودہا میں پانچ گھنٹوں کے لیے ٹھہرے۔ جہاں انہوں نے جمعیۃ کے کارکنوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ظلم کے خلاف متحد ہو کر کام کریں تاکہ ظلم سے نجات حاصل کی جاسکے۔

انہوں نے فرقہ وارانہ تقریروں سے اجتناب کرنے کو کہا کہ اس وقت ملک کی قسمت سے کھیلا جا رہا ہے۔ ملک کے خلاف سازشیں کی جا رہی ہیں اور ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک ایک خطرناک موڑ پہ کھڑا ہماری قربانیوں کا انتظار کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے سمندر سے لے کر کاغان کی چوٹیوں تک دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔ اپوزیشن کو کسی سے بات کرنے کا موقعہ تک نہیں دیا جاتا۔ ٹی۔ وی، ریڈیو اور اخبارات کو صرف وزیراعظم کی تعریف کے لیے وقف کر دیا گیا ہے۔

اسمبلیوں کے بائیکاٹ کا ذکر کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ اپوزیشن کے لیے وہاں بھی دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے۔ جب کوئی تحریک یا قرارداد پیش کی جاتی ہے تو مسترد کر دی جاتی ہے۔ معاہدوں سے منحرف ہو کر غیر قانونی قدم اٹھا کر دستور کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم نے اسمبلیوں کا بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۶ فروری کے معاہدے پر اگر عمل ہو تو ہم اسمبلیوں میں واپس جانے کے لیے تیار ہیں۔

حضرت مفتی صاحب پنجاب جمعیۃ کے نائب صدر قاری عبدالسمیع کی عبادت کو بھی گئے تھے۔ جو پانچ چھ روز سے شدید علیل ہیں۔ بعد ازاں حضرت مفتی صاحب چار بجے ملتان تشریف لے گئے۔ سینکڑوں کارکنوں نے حضرت مفتی صاحب کو الوداع کہا۔

آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ گوجرانوالہ کنونشن کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنائیں۔

ضلعی کنونشن سرگودہا

سرگودہا۔ ۱۳ جولائی۔ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی ہدایت کے مطابق ۱۳ جولائی بروز اتوار خوشاب میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع سرگودہا کا ورکرز کنونشن جامع مسجد بگڑ والی میں منعقد ہوا۔ شدید بارش کے باوجود کافی تعداد میں کارکن شرکت کے لیے آئے۔

پہلا اجلاس بعد نماز ظہر مولانا محمد اسماعیل صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت کے بعد امیر ضلع مولانا مولا بخش نے ضلعی جمعیۃ کی رپورٹ پیش کی۔ صاحب صدر نے افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام ملک میں اقامت دین کے لیے دن رات جدوجہد کر رہی ہے اور یہ ایک عظیم کام ہے۔ اس کام میں بڑی بڑی رکاوٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ لیکن ہم ان رکاوٹوں کے باوجود اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہیں گے۔ آپ کے بعد صوبائی جمعیۃ پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا سید نیاز احمد شاہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جمعیۃ کا مقصد اس ملک میں اسلامی انقلاب کی جدوجہد ہے۔ جب تک ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے ہم اس جدوجہد کو دن بدن تیزی سے جاری رکھیں گے۔ آپ نے ورکروں پر زور دیا کہ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انشاءاللہ اس ملک میں نظام اسلام آئے گا اور ضرور آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ورکر اپنے اپنے علاقوں میں جمعیۃ کی تنظیم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں۔

آپ کے بعد مرکزی ناظم انتخابات جناب قاری نورالحق نے خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جماعت کی چار سو سالہ تاریخ ہے۔ یہ کام معمولی نہیں ہے۔ اس کام کی ابتداء مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ نے کی۔ ہم انہیں بزرگوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور جب تک ہماری زندگی ہے اس کام کو جاری رکھیں گے۔ کوئی حکومت ہمارے کام میں رکاوٹ پیدا نہیں کر سکتی۔ آپ نے موجودہ صورت حال پر سیر حاصل تبصرہ کیا اور کہا کہ حکمران ٹولہ نے روٹی کپڑے مکان کا وعدہ کیا تھا لیکن روٹی کی جگہ بھوک، کپڑے کی جگہ کفن اور مکان کی جگہ قبر ملی۔ آپ نے فرمایا کہ جو حکومت عوام کی ضروریات پوری نہیں کر سکتی وہ اقتدار سے علیحدہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جمعیۃ کے ورکر پورے زور شور سے کام کریں اور جماعت کو مضبوط بنائیں۔ آخر میں صوبائی سالار خواجہ عبدالرؤف نے رضاکار بنانے پر زور دیا۔

دوسرا اجلاس رات بعد نماز عشاء ہوا

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر: ۷۱۳۲

ہمارا نصب العین

خدا کی زمین پر خدا کا نظام

جمعیۃ علماءِ اسلام

کے زیرِ اہتمام

کُل پاکستان

نظامِ شریعۃ کنونشن

رومی آرٹ گوجرانوالہ

۱۲-۱۳ شوال ۱۳۹۵ھ

مطابق

۱۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۷۵ء

بروز ہفتہ، اتوار

بمقام

گوجرانوالہ

منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں علماءِ کرام، وکلاء، طلباء، مزدور، کسان، تاجر، صنعت کار اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عوام شریک ہو کر ملک میں اسلام کے عادلانہ سیاسی، اقتصادی، قانونی و معاشرتی نظام کے نفاذ کی جد و جہد کے لیے تجدیدِ عہد کریں گے:

تفصیلی پروگرام کا اعلان جلد کر دیا جائیگا۔ ان شاء اللہ

مولانا عبید اللہ انور صدر ○ **مولانا مفتی عبد الواحد** ناظمِ اعلیٰ

وَ دیگر اراکینِ مجلسِ استقبالیہ نظامِ شریعۃ کنونشن کُل پاکستان

مزید معلومات کے لیے: فون - ۶۷۷۱۵ - ۶۷۵۴۵ لاہور اور ۳۷۳۸ - ۴۵۵۵ گوجرانوالہ سے رابطہ قائم کریں۔